سیرت نویسی کے اثرات و فوائد

Impacts and Benefits of Sīrat Writing

شاہین کوثر *

ڈاکٹر محمد ریاض وردگ **

ABSTRACT

Allah Almighty has sent a chain of messengers for the betterment of humanity in different eras of history. The personality of Prophet Muhammad (S.A.W) includes all the qualities of the previous Prophets thus it is the best source of guidance for mankind. The person from to any walk of life can attain light from his sīrat.

The teachings of Prophet Muhammad (S.A.W) eliminated all evil like racism, violence, injustice, cunning, hypocrisy and discrimination in human beings. The Prophet (S.A.W) always focused on establishment and maintenance of peaceful, civilized and loving society. Thus knowledge, peace and prosperity enhanced in the Muslim society and Islam made progress day by day.

The writers and historians have compiled books on sīrat (S.A.W) with efficient labour and devotion to preserve every aspect of life of Prophet Muhammad (S.A.W). The life of our Holly Prophet (S.A.W) is noble and for all mankind. Undoubtedly sīrat writing has promoted peace, unity, brotherhood, justice, passion, tolerance among the Muslims and positive relations with other nations. The author feels that the Muslim ummah needs to follow the right, positive and constructive path of Islam by obeying the teachings of Prophet Muhammad (S.A.W).

Life of the Holy Prophet (S.A.W) has always been labelled as "the best example" so it is significant to bring his characteristics to the light. Through this paper, it has been proved that the sīrat writing has left a great impact on the religious knowledge, moral, social and philosophical aspects of Muslim ummah and human society.

Keywords: *Sīrat Writting: Impacts and Benefits: Muslim Ummah: Positive Relation with Nations: Improvement of Human Values*

---

* پی ایچ ڈی سکالر، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

** سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ و مطالعۂ مذاہب، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کائنات کانائب وخلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔اس کی ہدایت اوررہنمائی کا بھی بہترین بندوبست کیا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام اپنے اپنے ادواراورزمانے میں اللہ کے حکم کے مطابق انسانیت کی رہبری کافریضہ سرانجام دیتے رہے، خیر وشر، نیکی وبدی، ظلم وعدل میں فرق سکھاتے رہے۔ آپ ﷺ تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے کیونکہ انسانیت کو ایسی کامل، اکمل اور بہترین ہستی کی ضرورت تھی جس کے نیک اخلاق میں انسانیت کے لیے بہترین رہنمائی موجود ہو، جواچھی بات زبان سے کہے تواس کا عملی نمونہ بن کردکھائے، جس کے اقوال وافعال کی پیروی کرناانسانیت کے لیے باعث فخر ہو۔

انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق آپ ﷺ کی سیرت پاک سے رہنمائی نہ ملتی ہو۔ حکمران، سیاست دان، جج، قاضی، معیشت دان، قانون دان، مقنن، مفکر، مفسر، معلم، سپہ سالار، قائد، غازی، مجاہد، طبیب، خطیب، مزدوراور فاقہ کش کے لیے آپ ﷺ کی زندگی رہنمائی کا خزینہ ہے،اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت تمام کردی۔ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات وواقعات، اقوال وارشادات، حسن عمل اور حسن کردار کے ایک ایک حرف کو محفوظ کرنے کے لیے محدثین اور سیرت نگاروں نے اپنی زندگی کاطویل عرصہ صرف کردیا۔

سیرت نویسی کے فن نے امت مسلمہ پر بہت اچھے اثرات مرتب کیے اور یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ کی سیرت قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ جس طرح قرآن انسانیت کے لیے ہدایت اور رہنمائی کاذریعہ ہے اسی طرح آپ ﷺ کی سیرت ہدایت ورہنمائی کابہترین خزانہ ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت پاک پر جتنا لکھاجاتارہے گا اتناہی امت مسلمہ کی رہنمائی ہوتی رہے گی۔ آپس میں اتحاد واتفاق،اخوت ومحبت،امن وسلامتی، خیرخواہی وخیرسگالی کے جذبات کوفروغ ملے گا۔ سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کی حیات پاک کے ہر پہلو کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ جس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ سیرت نویسی کاکام کسی دور میں رکنے والا نہیں۔

سیرت کالغوی مفہوم

عربی لغت میں اسم "سار" لفظ سیرت سے ہی اخذ کیا گیاہے "سار" سورہ کہف کے مطابق طریقہ، حالت اور کیفیت کے لیے استعمال کیاجاتاہے۔ (۱) دراصل سیرت کالفظ عربی میں سیرۃ یعنی گول ۃ کے ساتھ، اُردو اور فارسی میں لمبی ت کے ساتھ لکھاجاتاہے یہ لفظ عربی زبان کے مادے سیرت سے بناہے اس کے لفظی معنی ہیں پھرنا، راستہ اپنانا،

---

(۱) افریقی، محمد بن مکرم، ابن منظور، لسان العرب، بیروت دارالطباعت والنشر ۱۹۵۵، ص:۲۳

رویہ یا سمت اختیار کرنا [1]

اُردو لغت کے مطابق

سیرت کے معنی طریقہ اور راستہ کے ہیں۔ بعد میں یہ لفظ عام لوگوں کے حالات کے لیے استعمال کیا جانے لگا پھر آنحضرت ﷺ کے حالات اور افکار کے مجموعے پر اس لفظ کا اطلاق ہوا۔ [2]

سیرت، طبیعت، خصلت، آداب اور صفات کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ [3]

فیروز اللغات کے مطابق سیرت مونث لفظ ہے جس کے معنی عادت، گن اور صفات یا ہنر کے ہیں۔ [4]

چال ڈھال، حالت اور کیفیت کو بھی سیرت کہتے ہیں۔ [5]

انگریزی لغت کے مطابق

Manners کو سیرت کہتے ہیں۔ [6] یعنی عادات، خاصیت، نیکی، اخلاق، سوانح عمری اور طرز زندگی کو سیرت کہتے ہیں۔ [7] آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"General characteristics and feeling of mankind, specified element of character"[8].

ترجمہ: انسانوں کے عمومی کردار، احساسات اور مخصوص مزاج کو سیرت کہتے ہیں۔

"The qualities characteristics of a person or things"[9].

ترجمہ: اشخاص اور چیزوں کی خصوصیات اور اوصاف کو سیرت کہتے ہیں۔

دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق لفظ سیرت "سار، یسیر" سے نکلا ہے، یعنی حالت و کردار وغیرہ۔ [10]

---

(۱) الزبیدی، محمد بن عبد الرزاق الحسینی تاج العروس من جواہر القاموس، دارالھدایہ بیروت ۱۹۵۴ص: ۳۹۰

(۲) ابن سیدہ، المحکم والمحیط الاعظم، مصطفٰی البابی الحلبی، مصر ۱۹۵۸ص:۳۱۲

(۳) جدید اردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۰، ص: ۴۴۵

(۴) فیروز الدین، الحاج، فیروز اللغات، فیروز سنز، اردو بازار، لاہور ۱۹۶۲، ص: ۷۵۳

(۵) عربی اردو لغت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۳، ص: ۳۳۸

(۶) انگریزی لغت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۶۸، ص: ۸۶۵

(۷) حارث سرہندی، علمی اردو لغت، ۱۹۷۹، علمی کتب خانہ لاہور، ۱۹۷۹ء، ص:۲۶۵

(8) Cecil Wylld, Henry, The Universal English Dictionary, Karachi, 1972 P: 781

(9) English Dictionary Oriental Book Society, Lahore 1979 P: 713

(۱۰) اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، انسائیکلوپیڈیا، لاہور ۱۹۶۹، ۱۱/ ۵۰۵

عربی لغت کے مطابق

"اَلسِّیْرَۃُ" عربی میں اس حالت کو بھی کہتے ہیں جس پر انسان زندگی بسر کرتا ہے ۔مثلاً "فُلَانٌ حَسَنُ السِّیْرَۃِ" فلاں کی سیرت اچھی ہے "فُلَان قَبِیْحُ السِّیْرَۃِ" اس کی سیرت بری ہے۔(۱) عرف عام میں سیرت کا لفظ تفسیر، سیرت سازی، پختگی سیرت، حسن سیرت اور بد سیرت وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ سیرۃ صرف ایک جگہ آیا ہے یعنی: ﴿سَنُعِیْدُھَا سِیْرَتَھَا الْاُوْلٰی﴾ (۲) ترجمہ: ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام کے عصا (لاٹھی) کا سانپ بن جانے کے بعد دوبارہ اصلی حالت میں آجانے کی طرف اشارہ ہے۔

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں: (

"اَلسَّیْرُ "کے معنی زمین پر چلنے کے ہیں، چلنے والے آدمی کو سَیَّارٌ کہا جاتا ہے ایک ساتھ چلنے والوں کی جماعت کو سَیَّارَۃٌ کہتے ہیں۔(۳) قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿اَفَلَمْ یَسِیْرُوْافِیْ الْاَرْضِ﴾ (۴) ترجمہ: کیاان لوگوں نے ملک میں سیر وسیاحت نہیں کی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَھُوَالَّذِیْ یُسِیْرُکُمْ فِیْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (۵)

ترجمہ: وہی تو ہے جو تم کو جنگل اور دریا میں چلنے پھرنے اور سیر کرانے کی توفیق دیتا ہے۔

لفظ سیرت واحد اور جمع کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور ۔مثلاً سیر الصحابیات، سیرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، سیرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ۔کتب فقہ میں السیر جنگ و قتال سے متعلق احکام کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔(۶)

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۷) لکھتے ہیں:

"آنچہ متعلق بوجوہ پیغمبری و حی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آل عظام است واز ابتدائے تولد آنجناب

---

(۱) فیروزآبادی، مجد الدین، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، دارالفکر بیروت،۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸، ص:۳۹۰

(۲) سورۃ طٰہٰ :۲۰/ ۲۱

(۳) اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات القرآن، مطبع اسلامی اکادمی، لاہور ۱۹۸۷، ۱/ ۳۰

(۴) سورۃ یوسف:۱۲/ ۱۰۹

(۵) سورۃ یونس:۱۰/ ۲۲

(۶) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، المعرفت بیروت لبنان، س،ن، ص: ۱۴

(۷) شاہ عبد العزیز، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ کے بیٹے اور مدرسہ رحیمہ سے منسلک تھے۔ہندوستان میں علم حدیث کی ترقی واشاعت میں بہت خدمات انجام دی اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں احادیث کی تعلیم کے لیے مراکز قائم کیے۔

ووفات سیرت گویند"۔[1]

ترجمہ: جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آل عظام مبارک وجود کے ساتھ متعلق ہو اور حضور ﷺ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات پر مشتمل ہو، اسے سیرت کہتے ہیں۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم

باطنی خوبیاں جب انسان کے ظاہری چال ڈھال سے احسن انداز سے ظاہر ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فلاں شخص نیک سیرت کا مالک ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں یہ لفظ عام شخصیات کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا۔ جب لفظ سیرت بولا جائے تو ذہن صرف ایک شخصیت کی طرف رخ اختیار کر لیتا ہے وہ شخصیت سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کی ہے۔ اب اگر کتب سیرت وغیرہ کا ذکر کیا جائے اور نبی اکرم ﷺ، پیغمبر اور مصطفیٰ کے الفاظ استعمال ہوں تب بھی اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ ہی لی جاتی ہے۔

سیرت نبی ﷺ کے لیے ابتداء میں مغازی، یعنی غزوات کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔ فن سیرت کا آغاز اسلام میں مغازی سے ہوا۔ ابتدا میں مغازی سے مراد غزوات و سرایا سے متعلق تفصیلات ہوتی تھیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: غزوہ کے اصل معنی قصد وارادہ کے ہیں۔[2]

محدثین و مورخین عام طور پر اپنی کتاب کا نام "کتاب المغازی" یا "مغازی رسول ﷺ "مغزی کی جمع کے ساتھ رکھتے ہیں۔[3] سیرت طیبہ پر لکھنے کا آغاز مغازی سے ہوا۔ سیرت پر سب سے پہلی کتاب جو سامنے آئی ہے وہ ابن

ہشام کی سیرت النبویۃ ہے۔[4]

نبی اکرم ﷺ کی زندگی اخلاق وعادات، رہن سہن، گفتگو، چال ڈھال، نشست و برخاست کا انداز سب سیرت کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[1]

---

(۱) دہلوی، شاہ عبد العزیز، محدث، حجۃ البالغہ، اسلامی اکیڈمی لاہور، س،ن، ص: ۱۴

(۲) ابن حجر، عسقلانی، فتح القدیر، ۷/ ۲۷۹

(۳) اظہر مبارک پوری، مولانا، تدوین سیرت مغازی، دارالندوہ، اردو بازار، لاہور ۲۰۰۵ء، ۳ / ۱۵

(۴) عزیز الرحمٰن، ششماہی سیرت عالمی مطالعہ سیرت کی وسعت برصغیر پاک وہند میں، شمارہ ۱۸ ستمبر ۲۰۰۰، ناشر اکیڈمی پبلی کیشنز ڈان پرنٹنگ پریس کراچی، ص: ۴۳

ترجمہ: اور تمہارے لیے رسول ﷺ کی ہستی میں بہترین نمونہ ہے۔

کتب سیرت کے مطابق آپ ﷺ کی مغازی کا مخصوص معنی طریقہ اورروش کے ہوگئے۔[۲] مغازی کو سیر اسی لیے کہتے ہیں اور السیر سے مراد غازیوں، مددگاروں اور کافروں سے مسلمان حاکم وقت کا سلوک، معاملات اور تعلقات وغیرہ ہیں۔عام طور پر سیرت کا اطلاق غزوات اوران سے متعلق امور پر بھی ہوتا ہے۔[۳] آپ ﷺ کے شمائل واخلاق، اور عادات سے متعلق امور کو بھی سیرت کہتے ہیں۔[۴]

اولین سیرت نگاروں نے سیرت پر جو کتابیں لکھیں، ان میں غزوات زیادہ ذکر کیے گئے۔ بعد ازاں یہ فن غزوات کے ساتھ نہیں رہا، بلکہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی تفصیل سے لکھا جانے لگا۔ مثال کے طور پر "ابن سعد" کی "الطبقات الکبری" میں آنحضرت ﷺ کے دوسرے احوال بھی لکھے گئے ہیں۔[۵] خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات پاک کے جس جس پہلو اور جس جس گوشے کا ذکر کیا جائے، آپ ﷺ کے بچپن کا تذکرہ ہو یا جوانی کا، گھر کے حالات ہوں یا خاندان کے، غزوات و مغازی کا ذکر ہو یا آپ ﷺ کی مشکلات کا، اخلاق وعادات کا ذکر ہو یا معمولات کا یہ سب سیرت کے ہی احوال ہیں۔

سیرت نویسی کے اثرات

نبی اکرم ﷺ کی سیرت پوری انسانیت کے لیے خصوصاً امت مسلمہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا کو ایسا بہترین ضابطہ اور روشن لائحہ عمل دیا جس پر عمل کر کے یہ جہاں بھی مثل جنت اور اخروی جہاں بھی کامیاب۔ آپ ﷺ نے ایسا دستور عمل دیا جس کا اصل اصول یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے کے لیے محترم ہو، دوسرے کا نگہبان اور محافظ ہو، کوئی برتر نہ ہو، کوئی کمتر نہ ہو، کوئی ادنیٰ نہ ہو، کوئی اعلیٰ نہ ہو، جہاں ہر انسان دوسرے انسان کے لیے بے غرض ہو، دوسروں کے ساتھ مل کر بنی نوع انسان کی فلاح کا کام کر سکے جہاں انسانی شرف فضیلت کا معیار حسن عمل ہو۔ آپ ﷺ کی سیرت نے انسانیت کو امن کا، صلح جوئی کا، خیر خواہی اور خیر سگالی کا اور مصالحت کا پیغام دیا ہے۔ انسانوں کو آپس میں پیار ومحبت سے رہنے کے لیے اخوت، محبت، انسانی مروت، عدل گستری،

---

(۱) سورۃ الاحزاب:۳۳/ ۲۰

(۲) اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، انسائیکلوپیڈیا، ۱۱/ ۲۵۱

(۳) الطبری، ابومحمد بن جعفر جریر، علامہ تاریخ طبری، دارالاشاعت اردو بازار، لاہور ۱۹۰۳ء، ص:۲۱۳

(۴) اردو دائرہ معارف الاسلامیہ، انسائیکلوپیڈیا، ۱۱/ ۲۵۱

(۵) ندیم الواجدی، از نقوش رسول نمبر، ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۷۸ء، ۱/ ۵

درگذر، صلح جوئی اور تحمل اور برداشت کا درس دیا۔ انسانوں کو آپس میں جوڑنے کے لیے اور خدائے واحد سے متعارف کروانے کے لیے آپ ﷺ نے جاں گزار مصائب اور تکالیف برداشت کیں اور انسانیت کو خدائے پاک کے آستانہ واحد پر لانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿لَقَدْجَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تم میں سے ہیں، جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا سخت گراں گزرتا ہے، جو ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور انتہائی مہربان ہیں۔

انسانیت کا عروج و شان، وقار و بلندی اور اخروی نجات آپ ﷺ ہی کی سیرت پاک پر چلنے سے ملے گی۔ معرفت نفس اور معرفت رب کا راستہ آپ ﷺ کی سیرت کے بدولت ہو گا۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو نجاسات مادیہ سے پاک کر کے انسانیت کے اعلیٰ وارفع مقاصد سے آشنا کیا۔ نفرتوں اور کدورتوں کی آگ کو بھسم کر کے عناد اور دشمنی رکھنے والوں کو شیر و شکر کر دیا۔ آپ ﷺ کی سیرت ایسا بحر بیکراں ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ چودہ سو سال سے ہر دور میں ہر زمانے میں سیرت نویسی کا کام ہوتا رہا ہے۔ علماء سکالر، محققین، مصنفین اپنی اپنی بساط کے مطابق سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کرتے رہے، ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِیْنَ مَعَه اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ﴾ (۲)

ترجمہ: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سیرت نویسی بے شمار فیوض و برکات کی حامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں کو عیاں کر کے انسانیت کو ایک مثبت راہ پر ڈالا جا سکتا ہے۔ اگر ہم تاریخی تسلسل کو دیکھیں تو سارے نشیب و فراز، عروج و زوال، سیاسی، معاشرتی اور تہذیبی محکومی کے باوجود جس چیز نے دنیا کو باقی رکھا، اس کی اصل کو محفوظ رکھا، اسے بار بار تجدید واحیاء کی نعمتوں سے مالا مال کیا وہ نبی اکرم ﷺ کی ذات ہے۔ موجودہ دور میں انسانیت بھیانک مسائل کا شکار ہے۔ دہشتگردی، انتہاپسندی نے انسانیت خصوصاً مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا ہے، ایسی صورت میں سیرت نویسی کا کام جاری رکھ کر ہتھیاروں اور دہشت گردی کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا سیرت نویسی بے

(۱) سورۃ التوبہ: ۱۲۹/۹

(۲) سورۃ الفتح: ۴۸/۴۸

شمار فیوض وبرکات کی حامل ہے۔ سسکتی، کراہتی اور دکھی انسانیت کے زخموں کا مرہم ہے۔ صبر و استقامت، تحمل وبرداشت عفو درگزر کا درس کامل ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے مندرجہ ذیل اثرات ہیں۔

علمی اثرات

اللہ تعالیٰ نے علم و تعلیم کے پھیلانے کے لیے آپ ﷺ کی ذات کا انتخاب کیا آپ ﷺ پر جو پہلی وحی بھیجی گئی اس کے آغاز سے ہی پڑھنے کا حکم دیا گیا ارشاد ربانی ہے:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْوَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ﴾ (۱)

ترجمہ: اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو لوتھڑے سے پیدا کیا پڑھ اور تیرا پروردگار بڑا اکریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یعنی اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو جو پیغام بھیجا گیا وہ یہ تھا کہ پڑھو اور پھر ذمہ داری لگائی کہ دوسروں کو بھی پڑھاوٴ۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَه بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَه عَلَی الدِّیْنِ کُلِه وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْداً﴾ (۲)

ترجمہ: اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے سب ادیان پر غالب کردے اور اس بات کا اللہ بطور گواہ کافی ہے۔

آپ ﷺ نے علمی دنیا میں انقلاب برپا کیا جس کی وجہ سے تعلیم ہر فرد کے لیے لازمی مفت اور عام ہوگئی اس کا دروازہ ہر خاص اور عام کے لیے کھل گیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نے کائنات پر غور و فکر، تدبر و تعقل کی دعوت دی اور انسانی عقل و فکر کو کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھانے کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو مکہ میں صرف سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ تیئیس سال بعد جب آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گے تو کوئی گھر ایسا نہیں تھا جہاں علم کے چراغ روشن نہ ہوئے ہوں۔ آپ ﷺ کی ساری حیات پاک علم کی شمع روشن کرنے میں گزر

---

(۱) سورۃ العلق:۹۶/۱-۴

(۲) سورۃ الفتح: ۴۸/۲۹

گئی جب حج کے موقع پر سارے مسلمان اکٹھے ہوئے تو آپ ﷺ نے سوال کیا۔ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟ تو سب نے کہا ہاں اس پر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور عرض کیا اے اللہ گواہ رہنا۔[1]

آپ ﷺ کی علمی جدوجہد اور تحریک کا یہ نتیجہ نکلا کے تمام دنیا میں درسگائیں قائم ہوئیں اور ان درسگاہوں کے ذریعے علم کے ہر شعبے میں تحقیق ہوئی اور طالبان علم کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ آپ ﷺ کی قائم کردہ صفہ کی درسگاہ نے دنیا کو نئے علوم دیئے، ان میں تفسیر، حدیث، علم رجال، علمِ فقہ، فلسفہ اور تاریخ وغیرہ شامل ہیں۔

آپ ﷺ نے غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا بھی حکم فرمایا۔ زید بن انصاری دربار رسالت کے میر منشی تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے حکم سے عبرانی، رومی اور دیگر زبانیں سیکھیں تاکہ دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کی جانب سے جو خطوط موصول ہوں ان کے جواب دیئے جا سکیں۔[2]

حضور ﷺ نے مختلف فنون کے سیکھنے کا بھی حکم دیا۔ آپ ﷺ کے دور میں قرآن وحدیث ،فقہ، ریاضی، طب، غیر ملکی زبانوں کے ساتھ ساتھ تیراکی، گھڑسواری، شتر دوڑ، نشانہ بازی وغیرہ جیسے فنون سیکھنے پر زور دیا گیا۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

> ”اللہ تعالیٰ نے انسان سے بڑھ کر کوئی چیز خوبصورت پیدا نہیں کی اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے ان عظیم صفات سے متصف فرمایا اسے عالم قادر، صاحب ارادہ، معلم اور صاحب بصیرت بنایا“۔[3]

علم کے دیگر شعبوں پر سیرت نویسی کے اثرات

آنحضور ﷺ کی سیرت نویسی کی بدولت صرف تعلیم ہی عام نہ ہوئی، بلکہ صفہ کی درس گاہ سے جو علم کا چشمہ نکلا، وہ پوری دنیا میں پھیل گیا۔ غیر مسلم بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ دسویں صدی عیسوی میں اندلس میں عربوں کے قیام کی بدولت کم سے کم یورپ کے ایک گوشہ میں علم وادب کا چرچہ باقی رہا۔ اس زمانہ میں اسلامی مشرق اور اندلس کے سوا کوئی مقام ایسا نہ تھا، جہاں علم حاصل نہ کیا جا سکتا ہو۔ حتیٰ کہ تقریباً چھ صدیوں تک یورپ کی تعلیم کا دارومدار عربوں کی ترجمہ شدہ کتابوں پر رہا۔ یورپ کی درس گاہوں پر عربی علوم کا اس قدر تسلط تھا کہ

---

(۱) ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، شیخ بشیر اینڈ سنز اردو بازار، لاہور ۱۹۹۰ء، ۲/ ۲۷۰

(۲) خالد رشید، نبی اکرم ﷺ کا طریق تربیت، فہد پبلشرز اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۷ء، ص:۲۱۷

(۳) القرطبی، محمد بن احمد، جامع احکام القرآن، مطبع مصر، ۱۳۴۷ھ، ۲/ ۲۹۰

فلسفہ میں بھی جس پر عربوں نے زیادہ توجہ نہیں دی تھی، انہی کی تصانیف پر دارومدار تھا۔ اس امر کا اعتراف یورپی مصنفین نے کیا ہے۔ ایک یورپی مصنف لکھتا ہے۔ اس امر کا اعتراف کرنا چاہیے کہ طبعیات ہو یا علم نجوم، ریاضی ہو یا علم کیمیا، غرض تمام علوم جو دسویں عیسویں صدی تک یورپ میں پھیلے عرب علماء نے حاصل کیے۔ مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے اسی طرح جدید مغربی تہذیب کے تمام علمی کارنامے اور سائنسی کمالات نبی اکرم ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات کا اثر ہیں۔ بلکہ یورپ کے علمی کارنامے آپ ﷺ کی رحمت کا کرشمہ ہیں۔[۱]

سیرت نویسی کے سماجی اثرات

آپ ﷺ کی سیرت کے سماجی اثرات بھی بے شمار ہیں۔ آپ ﷺ کے اقوال و ارشادات اور عملی سیرت کی وجہ سے انسانیت کو غلامی سے نجات ملی۔ نسلی، لسانی اور طبقاتی امتیازات کا خاتمہ ہوا۔ آپ ﷺ نے تمام انسانیت کو انسان ہونے کے اعتبار سے برابر حقوق دیے اور تمام بنی آدم کو ایک ہی اصل کی شاخیں قرار دیا۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

((اَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَّاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ کُلُّکُمْ لِاٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ وَاِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللہِ اَتْقٰکُمْ لَیْسَ لعَرَبِیّہٖ فَضْلٌ عَلَی عَجَمِیّہٖ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی))[۲]

ترجمہ: اے لوگو بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔ تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے کسی عربی کو عجمی پر کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر سوائے تقویٰ کے کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

انسانی مساوات پر اس سے زیادہ واضح بیان انسانیت کی پوری تاریخ میں نہیں ملتا۔ ہم نسل انسانی کی مساوات پر صرف آپ ﷺ کے ارشادات ہی نہیں پاتے، بلکہ آپ ﷺ کی عملی زندگی میں اس کی ہزاروں مثالیں دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جو خطبہ دیا، اس میں فرمایا: اللہ نے تمہارے جاہلیت کے غرور اور خاندانی افتخار کو ختم کر دیا ہے تم سب آدم کی اولاد ہو آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔[۳] اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ، صہیب رومی رضی اللہ عنہ اور سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ کسی شخص کو اس لیے افضل نہیں سمجھا جاتا تھا

---

(۱) موریشین، مسلمانوں کے تہذیبی کارنامے مترجم، غلام رسول، لاہور ۱۹۷۹ء، ص: ۱۹۰

(۲) البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، علم و عرفان پبلشر لاہور، ۱۹۸۰ء، ۲ / ۴۱۷

(۳) صحیح بخاری، ص: ۴۱۸

کہ فلاں خاندان یا قبیلے یا علاقے کا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت نویسی کے اثرات کی بدولت دنیا حقوق سے آشنا ہوئی اور اس بات کا احساس پختہ ہوا کہ تمام انسان "عالمگیر برادری" کے افراد ہیں اور بحیثیت انسان بھائی بھائی ہیں۔ لہٰذا نسل انسانی کی وحدت، مساوات اور برابری کا یہ سنہری اصول اسوہ رسول ﷺ سے ہی ملا ہے اور اس سنہری اصول نے تمام انسانی معاشروں پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

فکری اثرات

نبی اکرم ﷺ کی سیرت فرد واحد کی سیرت نہیں بلکہ تاریخ عالم کی مثالی شخصیت کی سیرت ہے۔ آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کی سیرتوں کا نچوڑ ہے۔ دوجہانوں کے سردار اور رحمت اللعالمین کی سیرت ہے۔ ایک انسان کی نہیں بلکہ عالم انسانیت کے محسن کی سیرت ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا ہی اثر ہے کہ مشرق و مغرب میں آپ ﷺ کے ماننے والے موجود ہیں۔ امت مسلمہ کو آپ ﷺ ہی کی وجہ سے وسط امت اور خیر امت کہا گیا ہے۔ امت مسلمہ کے علمائے کرام آپ ﷺ کا پیغام جگہ جگہ پہنچاتے ہیں۔ توحید کا درس دیتے ہیں اور شرک کی نفی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ اور سنت کی پیروی کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے پیروکار اور فرمانبردار مکروہات، منکرات اور فواحش سے منع کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ بلاشبہ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی سیرت پر چلنے والوں نے دنیا کی تاریخ بدل ڈالی۔ جاہل تو تھے، لیکن آپ ﷺ کی شخصیت کے انوار سے اکتساب کرتے ہوئے ظلمت کدہ کائنات میں ہدایت کے چراغ روشن کر گئے۔ اجڈ اور بے بہرہ تھے پاکیزہ، تہذیب و تمدن کے بانی بن گئے۔ جہانگیری اور جہاں بانی کا اچھوتا تصور دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کی اشاعت کا اثر یہ ہوا کہ دنیا کے دیگر مذاہب کے لوگوں نے اسلام کے دیرپا اثرات قبول کیے۔ یہ آپ ﷺ ہی کی ذات کا احسان ہے کہ ہندوستان میں تعلیمِ توحید کے اثر سے "برہمو سماج" کی تحریک چلی جس میں توحید کا پرچار کیا گیا۔[۱] تفکر فی الخلق کے سبب انسان میں تسخیر کائنات کا جذبہ پیدا ہوا۔ جدید علوم و فنون بھی اسلامی تعلیمات کی بازگشت ہے۔ شرف انسانیت، مساوات حریت فکر کی اسلامی تعلیمات نے عیسائی رہنما مارٹن لوتھر [۲] کو متاثر کیا۔ اس نے اصلاح کلیسا کی تحریک چلائی اور پوپ کی پیشوائی بلکہ خدائی کو چیلنج کیا۔[۳] مختصر یہ کہ سیرت نویسی کے عالمی دنیا پر

---

(۱) حشمت علی، مولانا، تقابل ادیان، العلم پبلی کیشنز پشاور ۱۹۸۲ء، ص: ۱۱۵

(۲) مشہور برطانوی ڈاکٹر مارٹن لوتھر لنگز یونیورسٹی میں انگریزی کے پروفیسر تھے

(۳) تقابل ادیان، ص: ۱۵۵

بے شمار مثبت اثرات مرتب ہوئے اور دنیا اس حقیقت سے آشنا ہوئی کہ عافیت، سکون، خوشحالی اور امن و آمان رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے سائے تلے ہے۔

سیرت نویسی کے فوائد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس سال کے عرصے میں جو فکر انگیز اور پر تاثیر انقلاب برپا کیا، اس کا ایک حیرت انگیز کارنامہ انسان کو اس حقیقت کا احساس دلانا تھا کہ وہ اس زمین پر اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو باہمی احترام، بھائی چارے، اخوت اور مساوات کا درس دیا۔ رنگوں کا اختلاف ختم کر دیا، زبانوں کا فرق مٹا دیا، نسلی تفاخر کا خاتمہ کر دیا۔ سیرتوں کو صورتوں پر ترجیح دی۔ انسانیت کو دنگا اور فساد، کشت وخون، بے چینی اور افراتفری سے نکال کر امن و سلامتی، باہم عزت واحترام، خیر خواہی اور خیر سگالی کی راہ پر ڈال دیا۔ جہاں سیرت نویسی کے بے شمار اثرات ہیں، وہاں فوائد بھی ہیں۔ سیرت نویسی کے فوائد درج ذیل ہیں۔

امن کا پیغام

امن ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ دور جدید میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے کیونکہ دنیا کا ہر انسان امن چاہتا ہے اس کے لیے جس طرح روٹی، کپڑا اور مکان ضروری ہے اسی طرح امن و سلامتی بھی ضروری ہے۔ امن و سکون کے بغیر زندگی بدمزہ اور بے کار ہے۔ امن افراد و اقوام کو ذہنی سکون اور خوشحالی سے مالامال کرتا ہے۔ ہمارا دین اسلام امن و سلامتی کا پیغام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ انسانیت کو امن و سلامتی کا درس دیتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ وجدل، قتل وخون، انتہا پسندی اور عدم برداشت کو امن میں بدل دیا۔ " ایام العرب" کا ایک سلسلہ تھا جو خون کی طرح سارے عرب میں پھیلا ہوا تھا۔[۱] عربوں کے دور جاہلیت میں جذبہ انتقام کی حد یہ تھی کہ وہ عرب جو شراب پر جان دیتے تھے، انتقام سے قبل شراب پینا حرام جانتے تھے۔[۲] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو دوسروں کی زندگی، جان ومال اور عزت وناموس کی حفاظت کرنے کی تلقین کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بہترین شخص قرار دیا جو دوسروں کو فائدہ اور نفع پہنچانے والا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ ونسل، ذات وبرادری اور قوم قبیلہ کی تخصیص کیے بغیر پوری انسانیت کے لیے رحمت وبھلائی کا درس دیتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم وستم کے عادی ان وحشی لوگوں کو انسان بنا کر ان کے اندر رحم وکرم اور حلم وتوضع کی روح پیدا کر دی۔ ان میں محبت کے جذبات پیدا کیے، یہ لوگ جاہل اور وحشی تھے، مگر تھوڑے ہی عرصے میں ان کو حکمرانوں کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف غور وفکر کرنے کا فرمان

---

(۱) زین العابدین میرا ٹھی، پیغمبر اسلام کا پیغام امن اور سلامتی، نقوش رسول نمبر ۱۹۹۸ء، ۳ / ۴۶۰

(۲) محمود شکری، آلوسی، بلوغ الارب فی احوال العرب، ترجمہ ڈاکٹر احسن مرکزی اردو بازار، لاہور ۱۹۴۷ء، ۳ / ۱۵۲

ہی نہیں دیا بلکہ یہ کہا کہ اس دنیا میں رہو، اسے برتو اور یہ بھی بتایا کہ دنیا میں رہنے کے زریں اصول کیا ہیں، اور یہاں رہ کر ہمیں عزت اور امن کس طرح مل سکتا ہے؟[۱] آپ ﷺ کی سیرت پاک کا ایک پہلو داعی امن ہے۔ سیرت نویسی نویسی کے ذریعے آپ ﷺ کی شخصیت کا یہ پہلو دنیا پر عیاں ہوا۔ آپ ﷺ نے اخلاق کریمانہ سے تائید غیبی کے ساتھ لوگوں کو اخوت و محبت کی لڑی میں پرو دیا۔ جو معاشرہ انتشار وافتراق کا شکار تھا اس میں توحید الٰہی کے رشتہ سے لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کر دیا۔ مدینہ پہنچنے پر آپ ﷺ نے بہترین حکمت عملی سے بہترین سیاسی رہنمائی سرانجام دی۔ ریاست مدینہ کے استحکام کی بہترین مثال یہ ہے کہ ان تمام رسموں کو ختم کرنے کا اعلان کیا جو امن واخوت کو درہم برہم کرنے اور معاشرے میں تباہی پھیلانے کا سبب تھیں۔[۲]

اتحادواتفاق کی روح

نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت نویسی کا اہم فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان روئے زمین پر پھیل گئے۔ اسلام دنیا کا دوسرا بڑا مذہب بن گیا۔ مسلمان رنگ ونسل زبان، خاندان اور علاقے کے اختلاف کے باوجود متحد امت بن گئے۔ آپ ﷺ کے زمانے میں امت مسلمہ کا اتحاد ایک عظیم نعمت ثابت ہوا اور مسلمان دنیا پر چھا گئے۔ اس میں شک نہیں کہ چودھویں صدی میں زوال کے سائے گہرے ہوئے مگر پندرہویں صدی جملہ قرائن سے امید افزا صدی ہے۔ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے روحانی رشتوں کو اتحاد کی اساس قرار دیں اور اس رشتہ کے تابع رہ کر سیرت مصطفی کی پیروی میں لگ جائیں اور ایک دوسرے کے لیے ہدایت کا چراغ بن کر گردوپیش کے ماحول کو روشن کر دیں۔[۳] امت مسلمہ کو اس وقت جس باہمی قوت کی ضرورت ہے وہ آپس کا اتحادواتفاق ہے یہ درس سیرت طیبہ ﷺ سے ہی مل سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے جب مدینہ کی اسلامی ریاست کو تشکیل دیا تو "**ان اباکم واحد**" کے اصول پر ترتیب دیا۔ امت مسلمہ آپ ﷺ کی سیرت سے وابستہ رہے گی تو اپنا مقام اور وقار حاصل کر سکے گی۔ سیرت سے وابستہ رہ کر امت مسلمہ کا کوئی فرد اکیلا اور اجنبی نہیں رہ سکتا بلکہ عالمگیر برادری کا حصہ بن جائے گا۔

بقول اقبال:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں	موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں۔[۴]

---

(۱) پنڈت گوپال کرشن، اڈیٹر مہابھارت سماچار بمبئی مقالہ مہابرش محمد ۱۹۶۶ء، ص: ۱۶۵

(۲) حافظ ثانی، ڈاکٹر، نبی اکرم ﷺ کی رواداری، فضلی سنز کراچی، ۱۹۸۱ء، ص: ۷۰

(۳) محمد عبداللہ، عصر حاضر کے نام سیرت نبی ﷺ کا پیغام، ماہنامہ فکر و نظر لاہور اگست ۱۹۸۱ء، ص: ۷

(۴) علامہ اقبال، کلیات اقبال، شیخ بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور ۱۹۷۶ء، ص: ۵۷۰

اسلام کی اشاعت

سیرت نویسی کی وجہ سے اسلام نہ صرف امریکہ میں بلکہ پورے عالم میں تیز رفتاری سے بڑھنے والا دین بنتا جارہاہے۔ امریکہ کے ایک ادارے "مڈل ایسٹ میڈیا اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کی رپورٹ کے مطابق ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد صرف تین مہینوں میں تینتالیس ہزار امریکی شہریوں نے اسلام قبول کرلیا۔ [۱]

کونسل فار امریکن اسلامک ریلیشنز (CAIR) کے عرب افیئرز کے ڈائریکٹر البیومی نے لندن کے ایک روزنامہ "الحیاۃ"۔ کو دیئے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ "غیر مسلم امریکن اب اسلام کے بارے میں جاننے کے لیے بے چین ہیں"۔ [۲] دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے کہ جہاں اس کا پیغام سرایت نہ کررہاہو۔ اسلام پر فاشزم کا لیبل لگانے کی کوشش بھی باطل کی تمام تر کوششوں کی طرح سعی نامشکور ثابت ہوگی۔ جیسے ابوجہل کے منفی پروپیگنڈے کا الٹا اثر ہوا کہ لوگ بڑے شوق سے پیغمبر اسلام ﷺ، ان کی تعلیمات، قرآن مجید کو جاننے کی کوشش کرتے تو متاثر ہوکر بہ رضاورغبت اسلام قبول کرلیتے۔ [۳]

اسلام آج بھی نہ صرف امریکہ میں بلکہ پورے عالم میں تیز رفتاری کے ساتھ بڑھنے والا دین بنتا جارہاہے۔

> The second largest religion in the world after Christianity, Islam is also the fastest growing religion. In the United States, for example more than 1,200 mosques have been built in the past 12 years.[4]

ترجمہ: اسلام دنیا میں عیسائیت کے بعد دوسرا بڑا مذہب ہے۔ یہ امریکہ میں بھی سب سے تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ مثال کے طور پر پچھلے بارہ سال میں بارہ سو سے زیادہ مساجد تعمیر کی گئیں۔

مشہور ومعروف امریکی میگزین میں ہیلری کلنٹن اسلام کے حوالے اس طرح رقم طراز ہے کہ:

> "Islam is the fastest growing religion in America, a guide and pillar of stability for many of our people."[5]

ترجمہ: اسلام امریکہ میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہے۔ یہ ہمارے بہت سے لوگوں کے لیے استحکام اور رہنمائی کا ستون ہے۔

---

(1) American Middle East Media and Research Institute Report 2001. P 318

(۲) شکیل رشید، یورپ اورامریکہ میں اسلام تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا، حیدرآباد دکن، روزنامہ مصنف، ۲۹ ستمبر ۲۰۰۶ء

(۳) یورپ اورامریکہ میں اسلام تیزی سے پھیلنے والا مذہب، ص: ۳۲۰

(4) Encyclopedia of Religion and Ethics New York 1988 p: 16

(5) Hillary Roadman Clinton/Los Angeles Press 1994, P: 6.

نبی اکرم ﷺ کی سیرت نویسی کا فائدہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ کے تئیس سالہ حیرت انگیر انقلاب اور اس کے ہمہ گیر اثرات نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کر دیا۔ جو آنحضرت ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کے مشن کے سخت مخالف رہے۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا حیرت انگیز کرشمہ تھا کہ تئیس سال کی مختصر مدت میں صحرائے عرب کے جو وحشی علم ومعرفت اور تہذیب وتمدن سے بالکل کورے تھے وہ پوری دنیا میں علم وحکمت اور تہذیب وشائستگی کے چراغ روشن کرتے ہیں جو لوگ کل تک ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھارہے تھے وہ آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔[۱]

رواداری کا فروغ

سید المرسلین، رحمت اللعالمین، خاتم النبیین ﷺ کی پوری حیات مقدسہ اور سیرت طیبہ عفوو درگزر، رحمت و رافت اور مثالی مذہبی رواداری سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ انسانیت کے محسن اعظم، رحمت مجسم ہیں، آپ ﷺ نے غیر مسلم اقوام اور اقلیتوں کے لیے مراعات اور آزادی پر مبنی ہدایات دیں اور عملی اقدامات تاریخ انسانی کے اس تاریک دور میں ادا فرمائے کہ جب لوگ مذہبی رواداری سے نا آشنا تھے۔[۲] آپ ﷺ کی سیرت کا اثر یہ ہوا کہ جزیرہ عرب میں علم کے پیاسوں اور عمل کے شیدائیوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم میں ایک انقلاب بپا کر دیا۔[۳] مخالفین اسلام دین اسلام کے خلاف یہ پراپگینڈہ کرتے رہے کہ یہ دین تلوار کے زور سے پھیلا لیکن حقیقت میں دین اسلام نبی اکرم ﷺ کی اس خوبصورت حکمت عملی کی وجہ سے پھیلا جو رواداری، عدل وانصاف اور غیر مسلموں کے ساتھ اچھے روابط پر مبنی تھی۔

انگریز مورخ A.S. Tritton اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"The picture of the Muslim soldier advancing with a sword in one hand and the Quran in the other is quite false."[4]

ترجمہ: مسلمان سپاہی کی یہ تصویر کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار لیے بڑھ رہا ہے بالکل غلط ہے۔

مسلمان کی تلوار اور کافر کی شمشیر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کافر کی جنگ کا مقصد فرد، گروہ یا قوم کی ہوس ملک گیری، جذبہ برتری یا معاشی غلبے کے جذبے کی تسکین ہوتا ہے، اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر ممکن

---

(۱) عثمانی، تقی، حضور ﷺ کا انداز تعلیمات وتربیت اور اس کے انقلابی اثرات، کراچی ماہنامہ البلاغ، مئی ۲۰۰۳ء، ص: ۱۵

(۲) نبی اکرم ﷺ کی رواداری، فضلی سنز، کراچی ۱۹۹۱ء، ص: ۷۱

(۳) محمد اسماعیل، سید، رسول عربی ﷺ اور عصر جدید لاہور احمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۷۳

(4) A.S. Triiton/Islam, London 1951 p.21.

ظلم، دہشت گردی اور سفاکی سے کام لیتا ہے اور کامیاب ہوجانے کی صورت میں مفتوحین کی جان ومال اور عزت وآبرو، ہر چیز کو غارت کردیتا ہے۔(۱)

اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے اسپین پر تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی لیکن مذہب کے معاملے میں کسی کے ساتھ سختی اور جبر سے کام نہیں لیا لیکن جب عیسایوں نے اسپین پر قبضہ کیا تو مسلمانوں کو باہر نکال دیا گیا اور مسلمانوں کو اسپین میں اذان تک دینے کی اجازت نہ تھی۔ یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ مسلمان پورے عرب پر چودہ سو سال سے حکمران ہیں اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سیرت کے اثر سے کسی مسلمان نے تلوار نہیں اٹھائی۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک کے مطابق ہندوستان پر بھی مسلمانوں نے ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ آج ہندوستان کی آبادی کا ۸۰ فیصد سے زائد حصہ غیر مسلموں پر مشتمل ہے۔ ہندوستان میں غیر مسلموں کی اتنی بڑی اکثریت خود اپنی زبان سے گواہی دے رہی ہے کہ برصغیر میں اسلام طاقت کے زور سے ہرگز نہیں پھیلا۔(۲) نامور مورخ و محقق پروفیسر ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی تصنیف "دعوت اسلام" میں تحریر کرتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحین نے عیسائیوں سے جس رواداری کا مظاہرہ کیا اور جس کا سلسلہ ان کے بعد آنے والی نسلوں نے بھی جاری رکھا ان کو دیکھتے ہوئے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جن عیسائی قبائل نے اسلام قبول کیا، انہوں نے برضا و رغبت ایسا کیا۔(۳)

عدل ومساوات

دین اسلام عدل ومساوات کا علمبردار ہے۔ کیونکہ عدل ایمان کی جان اور عمل کی روح ہے۔

قوموں کے استحکام کا دارومدار عدل پر ہے۔ جو معاشرہ عدل وانصاف کی روح سے محروم ہو جائے وہ زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی لیے قرآن پاک نے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔

﴿وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾(۴)

ترجمہ: اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

(۱) ہاشمی، حسن دین، اسلامیات، کراچی رشید اینڈ سنز ۱۹۹۶ء، ص: ۶۳

(۲) نائیک، ذاکر، مترجم سید امتیاز، مذاہب عالم میں تصور خدا لاہور، دارالندوہ، ۲۰۰۵ء، ص:۷۷

(3) T.W. Arnold, Preaching of Islam, London 1913 p: 51

(۴) سورۃ النساء، ۴/ ۵۸:

اسلام رنگ و نسل، ذات وبرادری اور خاندان وقبیلہ کی وجہ سے کسی کو برتر اور کسی کو کمتر نہیں سمجھتا، بلکہ بنی آدم ہونے کے ناطے سب کے ساتھ یکساں سلوک کا خواہاں ہے۔ کسی امیر کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ غریب کے ساتھ ظلم کرے اور نہ کسی کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا خیال کرے اور دوسروں پر ترجیح دے۔ آپ ﷺ نے ایسا معاشرہ قائم کیا جہاں مظلوم کی دادرسی ہوتی تھی۔ جہاں حق دار کو حق دیا جاتا تھا۔ جہاں ظالم کے خلاف آواز بلند کرنا افضل جہاد کہلاتا تھا۔ جہاں باتیں ہوتیں تو انصاف کی ہوتی تھیں اور جہاں فیصلے ہوتے تو عدل کے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے عدل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لا ظِلَّ إِلا ظِلُّهُ : الإِمَامُ الْعَادِلُ))[(۱)]

ترجمہ: قیامت کے دن جب خدا کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ اللہ سات اشخاص کو اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا۔ ان میں ایک امام عادل ہو گا۔

آپ ﷺ کی سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے خلفائے راشدین نے بھی اپنے اپنے دور میں عدل وانصاف کے اعلیٰ معیار کو مدِ نظر رکھا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کا بنیادی مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

" والضعيف فيكم قوي عندي حتى أريح عليه حقه إن شاء الله، والقوى فيكم ضعيف حتى آخذ الحق منه إن شاء الله" [(۲)]

ترجمہ: تمہارے کمزور میرے نزدیک اُس وقت تک طاقت ور ہیں، جب تک میں ان کا غصب شدہ حق واپس نہ دلادوں اور تمہارے زبردست لوگ میرے نزدیک اُس وقت تک کمزور ہیں جب تک میں ان سے ان پر واجب شدہ حق نہ لے لوں

سیرت نویسی کے فیض کا اثر یہ ہوا کہ بعد کے معاشروں میں عدل وانصاف کی روح قائم ہوئی، آج بھی جہاں جہاں عدل وانصاف ہے وہ آپ ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کی تعلیمات کی وجہ سے ہے۔

خلاصہ بحث

بحیثیت مسلمان ہمیں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات اور سیرت اور کارناموں کو سامنے رکھنا چاہیے، اس لئے کہ ہماری کامیابی کا راز آپ ﷺ کی تعلیمات اور سیرت پر عمل کرنے ہی میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیات پاک کے ذریعے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ انسانیت کو بتایا ہے، وہ قابل عمل، قابل مثال اور تابندہ ہے آپ ﷺ

(۱) صحیح بخاری، کتاب العدل، حدیث: ۲۳۰۰

(۲) ابن سعد، طبقات ابن سعد، ترجمہ مولانا راغب اصفہانی، نفیس اکیڈمی کراچی س،ن، ص:۳۸٦

نے ہر شعبہ حیات کے لیے جامع، مکمل اور روشن ہدایات چھوڑی ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت ہر مزاج، ہر طبیعت، ہر گروہ اور ہر طبقے کے لیے نمونہ عمل ہے۔ عبادت ہو یا معاشرت، معیشت ہو یا ثقافت، سیاست ہو یا تمدن آپ ﷺ کی سیرت پاک سے واضح رہنمائی مل سکتی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت ساوات، عدل، درگزر، رواداری، برداشت، تحمل، صبر اور خدمت خلق کا درس دیتی ہے۔

اگر ہم اسلام کی نشت ثانیہ اور امت مسلمہ کی بقاء کے لیے نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے وابستہ ہو جائیں، تو ہم دنیا کی طاقت ور مضبوط اور باصلاحیت قوم بن سکتے ہیں۔ سیرت طیبہ میں ہمارے تمام مسائل کا حل اور تمام معاملات کو حل کرنے کا ایک بہترین نمونہ موجود ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کے پیغام کو فراموش کر کے امت مسلمہ نے بڑے نقصان اٹھائے ہیں۔ آج دنیا میں پچاس سے زیادہ اسلامی ریاستیں موجود ہیں لیکن قرآن وسنت کی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت پر عمل پیرانہ ہونے کی وجہ سے شیطانی تثلیث کے سامنے بے بس ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر مسلمان حقیقی معنوں میں سیرت مصطفی ﷺ کی پیروی میں لگ جائے اور آپ ﷺ کے پیش کردہ نظام کو عملی زندگی میں نافذ کرے۔ آپ ﷺ کے پاکیزہ اخلاق کو اپنائے اور رہنمائی کا ایسا نمونہ بننے کی کوشش کرے کہ وہ جہاں بھی جائے اس کے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ عمل سے اس کے گرد و پیش کا ماحول روشن ہو جائے۔ اس کے لباس، اس کی خوراک، اس کی رہن سہن، بود و باش، چال ڈھال اور معاملات میں سیرت رسول ﷺ کی پیروی نظر آئے۔

